ضبط وترتیب
مولانا حامد الحق سمیع حقانی

عالم کفر بمقابلہ دینی طلبہ و مدارس عربیہ
سقوط طالبان کا المیہ۔ عروج وزوال
فضیلت علم اور طلبہ علوم دینیہ کی ذمہ داریاں

حضرت مولانا سمیع الحق کی دار العلوم کی افتتاحی تقریب سے فضیلت علم پر خطاب

۲۶ دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۰ شوال ۱۴۲۲ھ کو دار العلوم کے داخلے شروع ہوئے اور ۵ جنوری بروز ہفتہ کو جامعہ میں تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب ایوان شریعت ہال میں منعقد ہوئی اور درس ترمذی سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے باقاعدہ تعلیمی سال کا آغاز کیا۔ اس موقع پر آپ نے جامعہ کے طلباء سے ایک موثر خطاب بھی فرمایا اور انہیں علم کی فضیلت' وقت کی اہمیت' موجودہ زمانے میں علماً کے کردار' عالمی صورت حال اور بین الاقوامی حالات کے پس منظر میں اپنے آپ کو تیار کرنے سے متعلق نصیحتیں فرمائیں۔ تقریب کے آغاز سے قبل بطور تبرک ہزاروں طلباً نے قرآن خوانی کی۔ مولانا کے خطاب اور آخر میں حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے اختتامی دعا کو رقت انگیز منظر میں بدل دیا۔ پورا مجمع دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اس موقع پر دار العلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب کے علاوہ تمام شیوخ اور اساتذہ کرام بھی موجود تھے۔ ذیل میں حضرت مہتمم صاحب کی پشتو تقریر کو جسے جامعہ کے مدرس مولانا حامد الحق حقانی نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے اردو قالب میں ڈھالا' من وعن قارئین ''الحق'' کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اصل کیسٹ کی دستیابی کے لئے زر عالم حقانیہ اسلامی کیسٹ مرکز سے رجوع کریں۔

اکابر اساتذہ کرام! اور میرے محترم بھائیو!

دیگر اکابر اساتذہ موجود ہیں ان کا حکم ہے ورنہ میں اہل نہیں ۔ دار العلوم دیو بند میں اور دار العلوم حقانیہ میں بزرگوں کا یہی طریقہ ہوتا تھا کہ نئے تعلیمی سال کا آغاز ترمذی شریف سے فرماتے تھے اور اختتام بخاری شریف سے۔

سندات ترمذی شریف کے پہلے باب کے ساتھ میں نے پڑھ لیں گویا افتتاح میں آپ کے اساتذہ کرام سے لے کر حضور اقدسؐ تک سندِ متصل بھی ذکر کردی گئی اور اس سلسلہ کے مبارک نام جو یہاں بیان کئے انہی کی برکت سے یہ سلسلہ ہم سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ قائم و دائم رکھے۔ اس ختم قرآن پاک اور جو احادیث مبارکہ آپ نے سنیں اللہ اس کی برکت سے اس افتتاح کو مبارک فرمائے۔ بہت ہی نازک وقت ہے امت اسلامیہ پر اتنا برا سخت وقت پہلے کبھی نہیں آیا۔ ایسے وقت میں ہم سب ایک بڑی آزمائش میں ہیں خاص طور پر دارالعلوم حقانیہ اور دینی مدارس یہ سارا نظام تعلیم اور تعلیم کا سلسلہ معرض خطر میں ہے۔ یہ عام عادی حالات کی طرح افتتاحی تقریب نہیں ہے خشوع و خضوع کے ساتھ روئیے کہ اللہ تعالیٰ اس ختم قرآن اور ان احادیث کی خاطر ان فتنوں سے ہمیں بچائے۔ اے اللہ ہم امتحان اور آزمائش میں پڑ جانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لوگ ابتلاء اور آزمائش میں کامیابی کی دعا مانگتے ہیں لیکن ہمارے حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ ہمیں بغیر آزمائش کے کامیاب کروا۔ ہم میں ابتلاء اور آزمائش کی اہلیت ہی نہیں ہم تو ضعیف اور بے بس ہیں۔ اس کا تحمل ہی نہیں کرسکتے، ہم عاجز ہیں' بغیر آزمائش کے کامیابی کی مثال ایسی ہے کہ ایک مدرسہ اعلان کردے کہ آپ اس مرتبہ بغیر امتحان کے سب کامیاب قرار دیئے اور آپ سے پرچے اور امتحان نہیں لئے جائیں گے۔ تو یہ بہت بڑا انعام ہے۔ اے اللہ! ہم دنیا کی باطل قوتوں' کفار کی طاقتوں' کا مقابلہ نہیں کرپارہے اللہ انہیں غیبی طاقت سے ہمارے راستے سے ہٹادے اور ان ظالموں کو اپنی مصیبتوں میں مبتلا کردے۔

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین

اس دعا کا بھی یہی مفہوم نکلا کہ اے اللہ ہمیں بغیر آزمائش کے کامیاب فرما اور ہمیں ظالموں کیلئے آزمائش گاہ نہ بنا۔ گویا حضرت مولانا صاحبؒ نے یہ دعا اسی آیت کریم سے اخذ کی ہوگی۔ ایسی ہی حالت ہمارے سامنے ہے۔ آج عالم اسلام زخموں سے چور چور ہے۔ ملت مسلمہ کے دل زخمی زخمی ہیں۔ یہ سال ہمارے لئے عام الحزن ہے جیسا کہ رسول اللہؐ کیلئے ایک دفعہ ایک سال عام الحزن ثابت ہوا تھا تو یہ علماً' صالحین' اور دینی مدارس کے اہل علم طلبہ کے لئے عام الحزن ہے۔

یہ ساری صورتحال اللہ تعالیٰ کے آگے رونے دھونے اور التجاؤں کے ساتھ بدل جاسکتی ہے۔ ہم نے تو اپنی طاقتیں دیکھ لی ہیں۔ خدایا ہم پر اور ملت پر خصوصی رحم فرما اور یہ طلباً جنہوں نے تحصیل علم کیلئے زندگیاں وقف کی ہیں اور تیرے دین کا علم سیکھنے کے لئے یہاں آئے ہیں یا اللہ ان کی خود حفاظت فرما اور ان کو سارے وسائل فراہم کیجئے اور یا اللہ ان کے ساتھ اپنی توفیق رفیق فرمائیے کہ جعل الاسباب موافقة لمطلوب الخیر۔ ہی توفیق ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ترمذی کا افتتاح اور آپ کا دارالعلوم میں آنا' دارالعلوم اور ہمارے لئے مبارک فرمادے۔

رسول اللہ ﷺ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے صحابہ آپکی جانب دنیا کے کونے کونے سے لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آئیں گے کیونکہ مدینہ منورہ دنیا کے لئے علم کا مرکز ہوگا۔ دبلی پتلی لاغر اونٹنیوں پر سوار افرادان کو چھڑیوں سے

مارتے ہانکتے مدینہ کی طرف آئیں گے۔ کیونکہ وہ ایک طویل سفر سے تھک کر آرہی ہوں گی دنیا کے چاروں اطراف سے اور وہ چل نہیں سکیں گی۔ راستے میں کمزور اور دبلا ہو جانے کے باعث وہ اپنے پاؤں کھینچ رہی ہوں گی۔ تو رسول اللہؐ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں کے ساتھ خیر کا سلوک کریں۔ اطراف و اکناف عالم سے لوگ علم کی مرکزیت قرار پانے کی بنا پر تحصیل علم کے لئے مدینہ آیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب لوگوں کو بھی رسول اللہؐ کی اس وصیت پر عامل بنادے کہ ہم آپ لوگوں کے ساتھ اچھا سے اچھا سلوک کر سکیں اور مدرسہ آپ کو خوب سے خوب تر راحت کے اسباب اور انتظام مہیا کروا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فراخی کے ساتھ وہ تمام اسباب غیبی پیدا کر کے عطا فرمائے۔ یا اللہ یہ تیرے طلبہ علوم دینیہ جو ایک مقدس طبقہ ہیں خلاصہ کائنات' خلاصہ انسانیت اور ملت مسلمہ کا سرمایہ اور نچوڑ اور آبرو ہیں کہ وہ تیرے دین کے طلبہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑا انعام اور اکرام کیا' اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ تحصیل علم کے لئے ان فتنوں کے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو مخصوص کیا ہے جبکہ دنیا کی ساری کفری طاقتیں آپ کے خلاف ایک ہوئی ہیں۔ یہ اللہ کے فضل و کرم پر ہے یہ انسان کے کمال پر نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ اے اللہ ہم نے بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ کہ تیرے علم دین سیکھنے کے لئے یہاں آئے اور آلتی پالتی مار کر مستقل بیٹھ گئے۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان

یہ تیرا ہم پر احسان ہے ورنہ لوگ دنیا کے طالب بنا کرتے ہیں۔ کوئی روزی کیلئے انجینئر بن رہا ہے اور کوئی ڈاکٹر' تو کوئی کارخانے دار' بڑی سے بڑی تعلیم دنیاوی' بڑے سے بڑے منصب اور عہدے کے حصول کیلئے یا کوئی ڈائریکٹر یا فوج کا جنرل بن جانے کیلئے علم حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب راستے آپ سب کیلئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین کے حاصل کرنے کی طرف موڑا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت عظیمہ ہے بڑی نعمت تو تخلیق ہے جیسا کہ ہم انسانوں کو وجود بخشا گیا ہے۔ اگر نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ لیکن اس سے بھی بڑی نعمت انسانیت جو مابہ الامتیاز ہے تو وہ یہ علم ہے۔ وعلم الانسان مالم یعلم۔ تخلیق اور وجود میں یعنی موجودگی میں سب کائنات شریک اس صفت میں جمادات' نبادات' اشجار و احجار' جبال' طیور' حیوانات' انعام و بہائم' زمین و آسمان' علویات و سفلیات' عناصر اربعہ یہ سب شریک ہیں۔ پھر انسان کس خاص چیز کی وجہ سے انسان ہوا؟ کیوں اشرف المخلوقات قرار پایا؟ اور اس کا ما بہ الامتیاز صفت کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ خود جواب دیتے ہیں کہ علم الانسان مالم یعلم۔

جب اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا فرما رہے تھے تو ملائکہ نے بھی حیرت اور استعجاب کیا کہ یہ تو پیدا کرنے کے بھی قابل نہیں۔ یا اللہ آپ اس کو سجدہ کرنے کا کہتے ہیں کہ ہم اس کو سلامی دیں اور مسجود ملائکہ اس کو گردانتے ہیں کہ ہم خود سب سے زیادہ معصوم ہیں۔ لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایومرون۔ اور آپ انہیں سجدے کے حکم فرماتے ہیں۔ ہم تو آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں پیدا ہی نہ فرمائیے۔ ایسی مخلوق آپ تخلیق کر رہے ہیں جو زمین میں سفک دماء کرے گی۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء۔ اور دنیا

نے دیکھا کہ فرشتوں کا اندازہ درست تھا دیکھیں انسان انسانیت سے گر کر درندہ ہو جاتا ہے۔ دیکھئے ان امریکیوں اور شمالیوں کی حالت کو کہ یہ ظالم آج جو کچھ افغانستان میں کر رہے ہیں یہ انسان ہی تو ہیں جنہوں نے درندوں کو بھی مات دے دی۔ یہ اس آیت کا ظہور ہی ہے۔ جب انسان درندہ بن جاتا ہے تو اولئک کالانعام بل ھم اضل پھر انسان اسفل السافلین کو پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر رحم، اخلاق، ترس و شرافت کے مادے ختم ہو جاتے ہیں۔ تو فرشتوں کا اندازہ درست تھا لیکن خدا تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ میں انسان میں ایمان ڈال دوں گا۔ جب علم ان میں آئے گا تو علم کی وجہ سے اسے فضیلت دیتا ہوں۔ انی اعلم مالا تعلمون وعلم ادم الاسماء کلھا یعنی تعلیم انسان کو خدا نے دے کر وجہ مسجود بنایا اور اسے امتیازی بنا دیا۔ مگر امتحان بھی ساتھ ہوتا ہے۔ تو فرمایا پھر عرضھم علی الملائکۃ آپکا امتحان ہوگا، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ یہ اسی پہلے دن کی سنت ہے۔ قال انبئونی باسماء ھولاء ان چیزوں کے بارے میں پرچے دیئے گئے۔ بہر حال انسان اسی وجہ سے دیگر مخلوقات سے افضل ہوا کہ اللہ نے اسے علم عطا کیا۔ جب پیدا فرما رہے تھے تو اللہ نے شروع علم سے کی۔ امت مسلمہ پر دشمن لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تعلیم کی اہمیت نہیں سمجھتی ہمارا علم اور ہمارا دین ہماری وحی، ہمارا مذہب اور دین کا آغاز پہلا سبق علم کے ساتھ ہوا ہے۔ وحی کی ابتداء اقراء سے ہوئی۔ وہ کون سی کتاب ہے کوئی صحیفہ آسمانی اور کتابِ سماوی، تورات، زبور، انجیل وغیرہ وہ کون سی امت اور مذہب ہے یہود و نصاریٰ وغیرہ۔ جس کی شروع تعلیم کی اہمیت و حکم پر ہوئی ہو۔ میرے خیال میں کوئی دوسرا نہیں اور ہمیں اقراء سے آغاز کیا گیا وحی متلو قرات کا آغاز پڑھنے اور پڑھانے کے حکم سے ہوتا ہے کہ بیان کرو، قراءت کرو، تم ان پڑھ نہیں تو پیغمبر فرماتے ہیں کہ ما انا بقاری کہ میں تو نہیں پڑھ سکتا تو اللہ تعالیٰ ان کی مایوسی ختم کرتے ہیں کہ شروع ہو جاؤ۔ میں قاری بنا دوں گا، میں عالم بنا دوں گا، اقراء باسم ربک آغاز ہی علوم کا رب کے نام سے کرایا گیا۔ سائنس، ڈاکٹری، انجینئرنگ جو بھی ہو اس علم کو اپنے رب کے ساتھ وابستہ کر لیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ تسخیر کائنات جغرافیہ، فلسفہ، سائنس و ٹیکنالوجی سب ضروری ہیں۔ ہم اس کے مخالف نہیں۔ لیکن اسے رب کے ساتھ وابستہ کرنا ضروری ہے۔ جس کو مغرب والے لوگ نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے۔ ان سب علوم کی روح دین و مذہب ہونا چاہیے۔ رب کے نام سے آغاز کر کے رب کے نام میں رنگ جانا مذہب میں رنگ جانا، ڈوب جانا یہ وابستگی ضروری ہے۔ اقراء باسم ربک الذی خلق اور اقراء وربک الاکرام الذی علم بالقلم ان ساری آیات کا آغاز علم، قلم، اور پڑھنے سے ہے۔ یعنی علم کے فروغ کے اسباب کے لئے قلم یہاں پر آیا۔ یعنی وہ عظیم صفت اللہ تعالیٰ نے آپکو دی اور آپ کو انبیاء کے ورثا کے طور پر چنا۔ شان آپ کی بہت بلند ہے۔ اس نے ملائکہ آپ کے لئے اور قدموں میں پر بچھانے کے لئے معمور کر دیئے۔ فضاؤں میں طیور، سوراخوں میں چیونٹیاں، حشرات الارض اور سمندر اور دریاؤں میں مچھلیاں آپ کے لئے دعائیں مانگتی ہیں۔

ان چیزوں کی دعاؤں کا ذکر احادیث مبارکہ میں آیا ہے یہ اتنا بڑا مقام ہے کہ نبوت کی وراثت کا سلسلہ ہے

یعنی وراثت نبوت کے ذریعہ علوم نبوت پھیلتے ہیں اور نبوت کے علوم کائنات میں ہوں تو عالم منور ہوگا اور عالم کی بقاء کا جواز بھی اس وقت تک ہوگا کہ جب تک اللہ کی عبادت صحیح طریقہ سے دنیا میں جاری رہے حضرت شیخ الحدیثؒ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ کائنات والے بہت ہوشیار ہیں یہ پرندو چرند وحوش وطیور درحقیقت سب اپنے واسطے دعائیں مانگتے ہیں کہ طالب علم کے ساتھ رسول اللہ کا حقیقی علم ہوگا علم کی بناء صحیح عبادت الٰہی ہوگی تو پھر دنیا بھی قائم رہے گی اور جب طالب علم نہ ہو تو رسول اللہ کا علم کیسے پھیلے گا اگر رسول اللہؐ کے علم کی روشنی نہ ہوگی تو پھر دنیا میں کوئی عبادت عبادت نہ ہوگی ہر چیز بدعت ہوگی دھریت ہوگی الحاد ہوگی تحریف ہوگی اور اگر سائنس ہے ٹیکنالوجی ہے اور رسول اللہ کا علم نہیں ہے مذہب نہیں ہے تو پھر وہ ھلاکت اور بربادی ہے اور انسانیت کی تباہی کے اسباب ہیں تو اس وجہ سے دنیا کی بقاء صحیح عبادت کے ساتھ وابستہ ہے ورنہ پھر دنیا ختم ہو جائے گی۔ لاتقوم الساعة حتیٰ یقال فی الارض الله الله جب تک زمین میں صحیح طریقے سے اللہ اللہ کا ذکر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت صحیح شکل میں ہوگی تو اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی قیامت سے سب ڈرتے ہیں یہ پرندے حشرات الارض یہ سب چاہتے ہیں کہ قیامت واقع نہ ہو تو یہ درحقیقت اپنی بقاء کی دعا مانگتے ہیں تو آپ کا اتنا اہم مقام ہے۔ العلماء ورثه الانبياء (الحدیثؐ) لیکن آپ کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک اور اہم ہیں کائنات میں آپ کی بہت زیادہ اہمیت ہے جس کو اب کافر سمجھ گیا ہے پہلے زمانہ میں لوگوں کو طلبہ کی اہمیت نظر نہیں آتی تھی اور لوگ طلبہ دین کو کمتر سمجھتے تھے کہ یہ خیرات خور ہیں مولوی ہیں، بیکار ہیں تضحیک وتذلیل کیا کرتے تھے طلبہ کی تحقیر کیا کرتے تھے۔ انگریزی دان اور دنیا دار طبقہ، لیکن دنیا کو اب پتہ لگا کہ علماء و طلبہ بہت ضروری ہیں اہم ہیں۔ اس لئے کہ یہ اللہ کے دین کے قیام وبقاء اور اشاعت کے ذرائع ہیں تو ان کی دشمنی آج ملا سے ذاتی نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اسلام ان کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام کی تہذیب وکلچر ثقافت تشخص انکی وجہ سے دنیا میں قائم ودائم ہے اس وقت جو دنیا میں جنگ شروع ہے وہ دو تہذیبوں کی جنگ ہے وہ آج آپ کی یہ تہذیب نہیں برداشت کرسکتے۔ آپ کی یہ اتباع سنت یہ دستار، ڈاڑھی اور آپ عبادات اخلاق یہ پردہ وحیا حرام اور حلال جائز وناجائز میں تمیز کرنا۔ یہ سب ہماری تہذیب ہے اور ان کی تہذیب یہ ہے کہ انسان مادر پدر آزاد ہے اور بدترین حیوان ہے گائے، بھینس کی طرح، یہود ونصاریٰ کی قردو خنازیر جیسی زندگی ہے ان کا بود وباش اور کلچر یہی ہے کہ وہ کتوں اور خنازیر کی طرح سڑک پر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں تو یہ بھی انہیں کی مثال دے کر کہتے ہیں کہ انسان کو بھی آزاد ہونا چاہیے۔ حجاب وپردہ ہرگز نہ ہو ہر جگہ کلب کا ماحول بنے۔

دراصل یہ دو تہذیبوں کی جنگ ہے وہ یہ اسلامی تہذیب مٹانا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں اس تہذیب کی بنیاد اور سرچشمہ مدرسہ ہے اور یہ ترمذی بخاری اور ھدایہ ہے اور یہ اساتذہ کرام علماء اور طلباء ہیں تو اب اس تہذیب کو عملاً مٹانے کا آغاز کردیا ہے۔ لیکن یہ آغاز آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے ہے میں خود تو کبھی کبھی انتہائی مایوس ہو جاتا ہوں یہ اب جو ہوا اور جو کچھ ہورہا ہے۔ افغانستان کے ساتھ پاکستان پر تو حادثہ آیا اور اس میں پہلے سے بھی بدتر سے

بدتر حالات سامنے آئے۔لیکن اب اس سے بھی زیادہ افسوس اور پریشانی۔کے حالات پاکستان کے لئے پیدا ہو گئے ہیں ۔افغانستان میں ۲۰' ۲۵ لاکھ افراد کی قربانیاں جبر اً طاقت کے ذریعے برباد کر دی گئیں ۔ اور ایک اسلامی حکومت مٹادی گئی اور یہاں پاکستان بھی کفار کی تحویل میں چلا گیا ہے۔امریکہ کا عملاً تسلط قائم ہو چکا ہے یہ افغانستان سے بھی بڑا حادثہ ہے کیونکہ اس ملک کی آزادی کی داستان کی بھی ایک طویل تاریخ ہے۔ بہت بڑی جدو جہد کی گئی تھی انگریز جو اس خطہ سے گیا تو یہاں آسانی سے نہیں گیا ڈیڑھ سو سال جنگ ہوئی برصغیر کی آزادی کے لئے کہ یہاں سے بیرونی اور استعماری طاقت نکل جائے ۔شاہ ولی اللہؒ سے بات شروع ہوئی شاہ عبدالعزیز وغیرہ تک ایک بڑی جنگ ہوئی ۔ ہندوستان کو دار الحرب کہا گیا پھر سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید تک جہاد کی انگریزوں سے آزادی کے لئے جدو جہد کی ایک بڑی داستان ہے کہ ان کا مقصد برصغیر سے انگریز کو نکالنا تھا اور اس جہاد کا آغاز ۱۸۳۰ء سے قبل یعنی تقریباً پونے دو سو سال قبل اسی مقام سے کیا گیا سرزمین اکوڑہ خٹک ایک طویل جہاد کا عملاً آغاز انگریز کے خلاف اسی اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر سے شروع ہوا اور یہاں سکھوں کے قلعہ پر شب خون مارا گیا۔مجاہدین کی جانب سے یہاں دشمن کا بڑا کیمپ تھا انہوں نے انگریز کا راستہ روک رکھا تھا مجاہدین افغانستان کے ذریعے کئی برس طویل لانگ مارچ کا سفر طے کر کے درہ بولان کے راستے تشریف لائے تھے۔ کیونکہ براہ راست فوری سکھوں اور انگریزوں کی وجہ سے اس علاقہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ زندگی علماً اور طالبان کی مستقل جدو جہد سے عبارت ہے آج مسلمان ہونا بہت مشکل کام ہے حدیث میں آتا ہے کہ القابض علی الجمرة جیسے مٹھی میں چنگاری پکڑنا تو یہی حالت ہے اس وقت مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے طالب علم مجاہد عرب مجاہدین کیسے وقت گزار رہے ہیں۔ دنیا کی کسی جگہ وہ محفوظ نہیں ہیں چنگاریاں انہوں نے ہاتھوں میں پکڑ رکھی ہیں اتنی تکالیف کے ساتھ تو مقصد یہ ہے کہ اس جنگ کا آغاز اسی جگہ سے ہوا تھا سید احمد شہید سید اسماعیل شہید اکوڑہ کے دریا کو عبور کر کے یہاں آئے اور ان کا پہلا پڑاؤ دریا کے پار تھا۔ پھر رات کو انہوںؒ نے شب خون مارا سکھوں نے' اور بہت بڑی فتح اللہ نے ان کو دی۔ بڑی تعداد میں سکھ فوجی ہلاک ہوئے اور مجاہدین کی بڑی تعداد بھی اس جانب سے شہید ہو گئی جس میں ہندوستان کے مختلف اطراف اور افغانستان کے بھی مختلف اکناف کے مجاہد لوگ شامل تھے سید صاحب نے ۷۰ ستر افراد کے تو باقاعدہ نام ہندوستان خط کے ذریعہ لکھ بھیجے کہ یہ اس معرکہ اکوڑہ خٹک میں یہاں شہید ہو گئے۔ پتہ نہیں اور کتنے ہوں گے دیگر علاقوں کے یہ سب اسی سرزمین دار العلوم حقانیہ کے گردونواح میں مدفون ہیں۔ یہ دار العلوم حقانیہ یہاں پر کیف ما اتفق قائم نہیں ہوا یہاں پر اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور نظام ہے وہ خون شہداء اس زمین میں جذب ہو گیا ہے وہ یہاں جگہ جگہ مختلف مقامات پر مدفون ہیں بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا ان کا جہاد سو سال تک جاری رہا ہندوؤں کے ساتھ اور مسلسل بڑی جنگیں ہوتی رہیں۔

مرہٹے آئے اور سب مسلمانوں کو غلام بنانا چاہا یہ بہت بڑا مسلمانوں پر امتحان تھا یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا زمانہ تھا۔شاہ صاحب نے ہندوستان سے احمد شاہ ابدالی قندھاریؒ کے نام خط لکھ بھیجا یہ واقعات اور خطوط آپ کتب میں

دیکھ کر، تاریخ پڑھ کر خبردار رہیں۔ اپنے اکابر کے کارنامے دیکھیں قال ضرب ضربا بہت ضروری ہے لیکن ساری عمر صرف اسی میں محو نہ رہیں ان سب سے خبرداری ضروری ہے۔ اپنے اکابر سے 'نظام سے' تاریخ سے تو علیٰ بصیرۃ ساری چیزوں کا اندازہ ہو آپ کو۔ اس مرتبہ کوشش کریں گے کہ مطالعہ کی سطح پر دو تین کتابیں آپ کے جنرل مطالعہ کے لئے اکابر کی تاریخ پر ضروری داخل نصاب کریں۔ منتخب کتب کا مطالعہ آپ کیا کریں گے۔ اس میں پرچہ اور امتحان بھی لازمی ہوگا تو پھر وہاں (ہندوستان) مجاہد احمد شاہ ابدالیؒ تشریف لے گئے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو جہاد کے ذریعے آزاد کروایا۔ پھر کفار دوبارہ آئے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے انگریزوں نے قبضہ جمایا' یہ ایک تجارتی بہانہ بنایا۔ اتنی آسانی سے پہلے کوئی کسی ملک پر چڑھائی یا قبضہ کی نیت سے نہیں آ سکتا تھا یہ تاریخی المیہ ہے جیسے کہ اس بار ہمارے خطے میں آسانی سے امریکہ داخل ہوگیا۔ ایک اشارے پر سارا ملک پاکستان غلام بنا دیا گیا۔ پہلے تو تجارت کے بہانہ سے انگریز برصغیر میں داخل ہوا تھا۔ میسور میں ٹیپو سلطان شہید ڈٹ گئے۔ اس کے خلاف بڑے جہاد ہوئے۔ جہاد کے مرکز میسور' سرنگاپٹم میں بڑی جنگوں کے بعد ٹیپو سلطان وہاں شہید ہوگئے۔ پھر سید احمد شہید کی جنگ' پھر ہمارے اکابر حضرت نانوتویؒ حضرت گنگوہیؒ جن کے شروع میں آپ نے سلسلہ حدیث میں نام سنے۔ انہوں نے عملاً جہاد کیا' گولیاں کھائی' زخمی ہوئے' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاملی میں تھانہ بون میں' پانی پت میں' غدر کے سال ۱۸۵۷ء میں تمام ہندوستان میں انگریز کے خلاف تحریک شروع ہوگئی۔ سینکڑوں علماء نے قربانیاں دیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ

افغانستان اور پاکستان کے حالیہ حادثہ بہت بڑے حادثات ہیں اس کے پیچھے بہت بڑی تاریخ ضائع ہوگئی۔

اللہ اب اس تاریخ کو مزید بچائے۔ سینکڑوں علماء کا تحریک آزادی کی خاطر پھانسی چڑھنا' دھلی کے چوکوں سے لے کر دوسرے شہروں تک کے راستوں میں درختوں کے ساتھ علماء کی لاشیں لٹکائی جاتی تھیں اور انہیں خنزیر کی چربی میں سی لیا جاتا تھا۔ بہ عبور دریائے شور علماء اور درس نظامی کے مصنفین کو ملکوں سے نکال کر سمندروں کے پار کروایا گیا اور ایسے جزیروں میں پھینک دیا گیا کہ ان غرباء نے تمام عمر قید تنہائی میں تڑپ کر کاٹی۔ جیسا کہ امریکہ اب عرب مجاہدین اور طالبان کیوبا کے دور دراز جزیرہ میں پھینک رہے ہیں۔ ان جزائر کو کوئی راہ و رسد نہ تھا۔ غالباً علم الصیغہ کے مصنف جعفر تھانیسری اور دیگر علماء کے عجیب حالات آپ سنیں گے تو پھر انہوں نے کبھی اپنے بال بچوں اور وطن کو آنکھوں سے نہ دیکھا۔ کچھ کو کالے پانی بھیجا گیا تو یہ تھی مسلسل قربانی اور جذبہ جہاد تحریک ریشمی رومال شیخ الہندؒ نے ہندوستان سے شروع کی جس میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جیسی شخصیات تھیں۔ ان سب نے تحریک جنگ آزادی اس لئے لڑی کہ ملک سے انگریز چلا جائے۔ پھر حضرت شیخ الہندؒ کو جزیرہ مالٹا بھیجا گیا جہاں سے چھ ماہ بعد ایک آدھ سمندری جہاز گزرا کرتا تھا۔ اور لوگ اس کے انتظار میں کھڑے ہو جاتے کہ شاید کوئی خط یا پیغام لے کر آیا ہو۔ حضرت شیخ اسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز' مولانا میاں عزیر گل صاحب کاکاخیل اسی جزیرہ میں حضرتؒ کے ساتھ خدام اور شاگردوں کی حیثیت سے موجود رہے۔ اسی جگہ تقریباً چار برس انہوں نے کاٹے وہ حالات اگر آپ پڑھیں کہ انہوں

نے کیسے یہ وقت وہاں گزارا تھا۔ اتنی طویل مسلسل جد و جہد رہی پھر اس میں پاکستان کا نعرہ بلند ہوا' پاکستان کے نام پر لاکھوں لوگ لُٹ گئے' رسوا و خوار ہوئے لاکھوں نے پاکستان کی جانب ہجرت کی کچھ دوسری جانب گئے' اپنوں سے بچھڑ کر رہ گئے۔ اس میں ہزاروں لاکھوں مسلمان شہید بھی ہوئے۔ ہماری ہزاروں خواتین کو ہندوؤں نے جبراً وہاں روک لیا اور ان سے زیادتیاں کیں۔ مشرقی پنجاب اس کی مثال ہے معلوم نہیں کہ ان مسلمان خواتین سے کتنے ہندوؤں اور سکھ بچوں نے جنم لیا ہوگا۔ ان سب قربانیوں کے بعد ہندوستان سے ایک خبیث طاقت بالاخر نکل گئی اور برصغیر آزاد ہو گیا۔ انہوں نے افغانستان پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ بیس' پچیس ہزار افراد وہاں داخل ہوئے لیکن انگریز اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ افغانیوں نے انگریز فوج کو ایک ایک کر کے ہلاک کر ڈالا۔ ایک دو فوجی علامتاً زندہ چھوڑے گئے' وہ وطن واپس جا کر انگریز کو خبردار کر سکیں کہ افغان کسی کا تسلط برداشت نہیں کرتے۔

ان حادثات و واقعات کو غور سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی کچھ امید اور سہارا ہے کہ اسلام کو انشاء اللہ کوئی سرے سے ہرگز مٹا نہ سکے گا۔ اسلام پھر غالب ہوگا۔ تاریخ میں اتنا کچھ ہمارے ساتھ ہو جانے کے باوجود اسلام زندہ رہا اس سے حوصلہ اور نیا ولولہ جنم لیتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ دو سو سالہ تسلسل سے ایک ملک آزاد ہو کر آج پھر اتنی آسانی سے امریکہ کے حوالہ کر دیا گیا۔ آج پاکستان میں ہوائی اڈے ان کے قبضے میں ہیں' عدالتیں اور احکام ان کے ہیں۔ انٹیلی جنس ساری لاجسٹک سپورٹ' سہولت ان کو فراہم ہیں۔ طالبان کے بہانے تلاشی کے لئے وہ کسی کے گھر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ کسی گاؤں میں ایک طالب علم کی موجودگی کا ان کو بتا دیا جائے تو وہ پورا کا پورا گاؤں ملیا میٹ کر دیتے ہیں۔ پچھلے دنوں افغان سفیر کو پکڑ کر لے گئے حتیٰ کہ پاکستانی حکام کو جو بھی حکم ملتا ہے وہ سر تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ میرے نزدیک عملاً دو سو سالہ محنت دریا برد ہو گئی۔ اتنا بڑا حادثہ ہے اللہ ہی اس تحریک کو بچائے۔ مسلمانوں کے احیا کا وقت جلد آئے گا لیکن اب علم نہیں کہ امریکہ کی غلامی کا تسلط کتنا دراز ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ آزمائش جلد ختم نہ کی تو جیسے ہمارے بزرگ اکابر تھے۔ ان کی طرح ہمارا جذبہ اور ولولہ پختہ نہیں رہا۔ آپ نے دیکھا کہ اس قوم میں وہ دم خم نہیں رہا۔ اہل کفر کے خلاف کچھ اہل دین ہی نکل سکے تھے یہ حادثہ دونوں ممالک پر ہے۔ عالم اسلام پر ہے۔ ہمارے بعض اکابر بزرگ فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ برے حالات جلد بدل جائیں گے۔ و انه لاییئس من روح الله الاالقوم الکفرون (الایة) اور اللہ کی رحمت سے مایوسی بھی کفر ہے۔ لاتقنطوا من رحمة الله۔ اس بہت بڑے عظیم حادثے سے اللہ تعالیٰ کوئی بہت بڑے حیرت انگیز نتائج اور آثار عنقریب نکالیں گے۔ مومن کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے وہ طالبان جو ایمان کے مجسمے تھے اللہ کا دین وطن میں قائم کروا رہے تھے۔ ان کے جرم کی بنیاد صرف یہ تھی کہ اللہ کا دین شریعت کا نظام قائم کر رہے ہیں۔ و ما نقموا منهم (الایة) کی وہ آیتیں پڑھ لیں کہ وہ صرف لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے پھر وہ عرب مجاہدین کہ انہوں نے اپنی راحتیں' آرام' بنگلوں اور محلات کو خیر باد کہہ کر اسلام کی حفاظت کے لئے سب کچھ چھوڑا۔ حال ہی میں عمرے کے دوران میں نے مدینہ منورہ میں مسجد قبا کی جانب محلات کا ایک وسیع سلسلہ

دیکھا ساتھ موجود حضرات سے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ شیخ اسامہ بن لادن کی ملکیت ہیں۔ اور اس کی والدہ آج کل یہاں موجود ہیں۔ اور رو رو کر اسامہ کے لئے اللہ سے دعائیں مانگ رہی ہیں۔ تو پھر یہ لوگ یہ تعیشات یورپ کے مزے اور زندگیاں بھی اختیار کر سکتے تھے۔ لیکن سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے جوانیاں وقف کر گئے۔ عربی میڈیا میں آج کل یہ لفظ کھوف تورا بورا وغیرہ کی خبروں میں زیادہ استعمال ہو رہا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ انہیں اللہ نے اصحاب کہف بھی اس زمانے مین بنوا دیا۔ وہ سنت بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے ''تورا بورا'' میں زندہ کروادی۔ اصحاب کہف کو تو غاروں میں بالاخر امان سے اللہ کی عبادت کرنے کے لئے چھوڑ اگیا لیکن اِن کے ساتھ غاروں میں بھی کیا کچھ نہ ہوا۔ ان غریب بے یار و مددگار مجاہدین کو کعوف میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا۔ (تقریر کے دوران ان جملوں کی ادائیگی کے دوران حضرت مولانا کی آواز ڈبڈبا گئی۔ اور مجمع بھی دھاڑیں مارنے لگا' کافی دیر سکتہ میں رہنے کے بعد انہوں نے پھر تقریر شروع کی اور فرمایا) کہ اگر یہ سب عظیم قربانیاں خالص اللہ کے لئے ہیں تو ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ ان سب کے نتائج اسلام کے لئے بہتر نکلیں گے۔ اسلام بہت ہی سخت جاں مذہب ہے' اسے جتنا بھی اہل کفر مٹانا چاہتے ہیں وہ اتنا ہی مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ ابھرتا ہے' بلند ہوتا ہے' چنگیز خان' تاتاری' ہلاکو خان یہ سب عالم اسلام پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ ہر بڑے شہر کے مرکز میں انسانی کھوپڑیوں کے دروازے بنوا دیئے۔ ہزاروں انسانی سروں کے ان دروازوں میں سے وہ فاتحانہ شہر میں داخل ہوتے۔ بغداد ہمارا مرکز تھا' سقوط بغداد کے حالات پڑھیے وہاں گلیاں چوراہے انسانی سروں سے بھرے پڑے رہتے تھے۔ بغدا دعلم کا وہ مرکز تھا جہاں ہر گھر میں عظیم کتب خانہ موجود رہتا۔ وہ ہمارا دارالخلافہ تھا۔ علمی تعلیمی اسلامی مراکز کی بڑی بڑی لائبریریوں سے کفار نے قلمی لاکھوں کتابیں دریائے دجلہ میں بہادیں۔ دریا کا پانی سیاہی بن گیا۔ لاکھوں کتابوں کے حجم سے دریا رک گیا۔ ابن علقمی جیسے غداروں نے اس وقت بھی اسلام کی تاریخ کو اپنے شرمناک کردار سے داغدار بنایا۔ خلیفۃ المسلمین المعتصم باللہ کے ساتھ کیا ہوا۔ شیخ سعدی نے کیا عجب کہا

آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمیں — بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

اسی طرح آج ہمارے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اور مجاہد اسامہ بن لادن بھی آزمائشوں میں ہیں۔ اللہ انہیں ظالموں سے بچا کر سرخرو فرمائے۔ وہ اگر ظالموں کا نشانہ ہیں' آزمائش میں ہیں تو وہ اسی ہماری پچھلی تاریخ کا حصہ ہے۔ سقوط بغداد کا حادثہ امت پر جب آیا تو تب بھی اسلام ختم نہ ہوسکا۔ انہی تاتاریوں میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی کو ایمان بخش کر نکالا اور اسلام کی حفاظت کیلئے چنگیز' تاتاری اور ہلاکو کی اولاد میں سے افواج اٹھائیں۔ جنہوں نے پھر اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں بلند کر کے دنیا پر لہرا دیا۔ حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا کہ (معمولی ترمیم کیساتھ)

تو نہ مٹ جائے گا افغان کے مٹ جانے سے — نشہ مے کو تعلق نہیں مے خانے سے

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے — پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

اس زمانہ کے وہ ساری شورشیں اور یورشیں مٹ گئیں' آج تاتاریوں کا نام ونشان بھی نہیں۔ اللہ نے روس کے ساتھ کیا کیا۔ وہ سب کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ تقریباً ایک صدی تک وسط ایشیاء کے سات آٹھ ممالک بحیثیت مسلمان ان کے غلام رہے۔ لیکن پھر دنیا نے دیکھا کہ افغانستان میں روس کو شکست ہوئی اور اس کا تسلط ٹوٹ گیا۔ الحمد للہ آج وہ ریاستیں آزاد ہیں۔ بیت المقدس کی تاریخ آپ دیکھیں' حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے زمانہ میں تمام عالم کفر اہل اسلام کے خلاف ایک ہوگیا۔ یہود و نصاریٰ نے اس وقت اپنے ذاتی' سیاسی' مذہبی اختلافات بھلا دیئے۔ سب نے کہا کہ ہم نے مسلمانوں کے خلاف مقدس صلیبی جنگ جیتنی ہے یہ صلیبی جنگ اس زمانہ سے آج تک مسلمان کے خلاف جاری ہے۔ امریکن خبیث صدر بش نے اپنی تقریر میں افغانستان کے خلاف جنگ کو کروسیڈ صلیبی جنگ قرار دیا اور کہا کہ ہم مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں نازک ترین تاریخ تھی۔ آپ اسے ضرور پڑھئے۔ رنجی نالڈ رچرڈ رسول اللہؐ اور مذہب اسلام کی شان میں شدید گستاخانہ لب ولہجہ استعمال کرتا تھا۔ وہ تمام کفار افواج کا مشترکہ کمانڈان چیف جنرل تھا۔ جیسے آج پوری دنیا امریکہ وروس' لندن' فرانس' جرمنی' ہندوستان واسرائیل کی اتحادی افواج ایک ہیں۔ اس طرح یورپ کے تمام حکمران سپہ سالار افغانستان کی طرح شام جیسے چھوٹے ملک پر امڈ آئے۔ قیصر رچرڈ شیر دل فریڈرک شاہان فرانس صقلیہ انگلینڈ' آسٹریا برگنڈی وغیرہ آہنی فوج کے ساتھ ٹوٹ پڑے تھے۔ شام و فلسطین میں عیسائی حکومتیں قائم ہوئیں مرکز اسلام حجاز زد میں آ گیا۔ رنجی نالڈ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کا ارادہ ظاہر کیا روضۂ اقدس کے بارے میں اہانت آمیز ارادوں کا اظہار کیا۔ یہ سب مسلمانوں کے خلاف آج بھی متحد نظر آ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں سوال اٹھا لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ معرکۃ المعارک کی کیا پیشنگوئی ہے؟ وہ واقعی اسی جانب سے شروع ہوگی؟ کیا یہ معرکۃ المعارک کی جنگ کا آغاز ہے؟ میں نے کہا کہ بظاہر تو یہی نظر آ رہا ہے۔ یہاں دنیا کے سامنے ایک مظلوم اور اہل حق طبقہ طالبان بے دست و پا ڈٹے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب عالم کفر اپنے تمام تر اختلافات کو نظر انداز کر کے عالم اسلام کے مقابلے میں عالمی کولیشن کی صورت میں متحد نظر آ رہا ہے۔ ہمارے ملکی یار بھی کہتے ہیں کہ ہم بھی اس عالمی برادری میں شامل ہیں وہ فخر کرتے ہیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ رہنے پر جبکہ ہماری برادری تو عالم اسلام ہے' مسلمان ہے' ملت مسلمہ ہے' یہود و نصاریٰ کسی صورت بھی نہیں لیکن وہ ان باتوں پر نہیں شرماتے' نہیں ڈرتے۔ تقریباً تمام اسلامی ممالک کے سربراہان میں حیا نہ رہی وہ سب عالمی کولیشن کا نعرہ دباؤ اور ہیبت میں آ کر لگا رہے ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں سب کفار نے مل کر بیت المقدس شریف پر قبضہ کیا تھا۔ آج مغربی میڈیا اسلام اور حتیٰ کہ ہماری مقدس کتاب قرآن کریم کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ساری برائیوں' فتنوں' اور جرائم کا سرچشمہ ہے (نعوذ باللہ من ذالک) وہ کہتے ہیں کہ سارے انتہا پسند مسلمان قرآن کی وجہ سے ہیں۔ یہ سارے مضامین ان کی جانب سے اسلام کی مخالفت میں پھیل رہے ہیں۔ ایسی ہی صورتحال تھی کہ اُس کڑے وقت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک عادل نور الدین زنگی کو اٹھایا پھر ان کے جانشین ایک عظیم جرنیل صلاح الدین ایوبی نے اسلام اور اہل

اسلام کو بچایا۔سلطان میدانِ کارزار میں کود پڑے۔تاریخ اسلام میں ایسے کئی غیرت مند حکمران موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایک بہادر جرنیل آج کے دور کے لئے عطا فرمائے۔حضرت ایوبی نے اپنے اوپر راحت وآرام کو حرام قرار دے دیا کہ میں اس وقت تک پکی چھت کے نیچے اپنی زوجہ اپنی اولاد کے ساتھ چین سے نہ بیٹھوں گا اور اس وقت تک پوری زندگی خیمے میں گزاروں گا کہ جب تک اس گستاخ رسول جرنیل (رچرڈ) سے اپنے نبیؐ کی شان میں کی گئی گستاخی کا بدلہ نہ لےلوں اور بیت المقدس شریف کو آزاد نہ کروالوں۔یہ عجیب تاریخ ہے آپ پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ حضرت سلطانؒ اس دکھ اور غم میں دیوانہ وار صحراؤں اور جنگلوں میں گھوما کرتے تھے۔وہ صدائیں لگاتے کہ وااسلاماہ' واہ محمداہ۔ہمارے مخدوم مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے قاضی شداد کے حوالہ سے اس عاشقانہ کیفیت کا عجیب نقشہ کھینچا ہے لکھتے ہیں کہ میدان جنگ میں سلطان کی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی تھی جس کا اکلوتا بچہ مر چکا ہو ایک صف سے دوسری صف تک دوڑتے پھرتے اور پکارتے پھرتے یاللا سلام اسلام کی مدد کرو اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔تین تین دن تک منہ میں ایک لقمہ بھی نہ جاتا۔ان کے عجیب خطبوں اور تقاریر میں ذکر ہے کہ وہ رات بھر چاند اور تاروں سے رو رو کر باتیں کرتے۔بالآخر آپ کا مجاہدہ رنگ لایا۔اور حطین کے ایک بڑے معرکے میں وہ خبیث جرنیل اور بادشاہ گھیرے میں آ گیا۔افواج اسے پابہ جولاں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔سلطان نے تلوار نکال کر فرمایا کہ ھا انا انتصر لمحمد ﷺ۔کہ اے لوگو! سن لو کہ آج میں محمد عربی کا انتقام لے رہا ہوں اور اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور وہ طاقت اللہ تعالیٰ نے تہس نہس کردی۔پھر وہ وقت آیا کہ ۹۰ برس بعد اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آزاد کرایا اور جمعہ کی نماز ہوئی۔یہ سلسلہ پھر چلتا رہا خلافتِ عثمانیہ کی مثال لیں اس کے ساتھ بھی بہت دردناک تاریخ پیش آئی لیکن آخر انگریز دشمن کو اس زمانہ میں بھی ذلیل ورسوا بنایا گیا۔انہوں نے پہلے خلافت عثمانیہ کو تہس نہس کیا پوری اسلامی دنیا تتر بتر ہوگئی۔لیکن آخر اللہ نے ان سب کو آہستہ آہستہ آزاد کروادیا۔آج پھر وہی مسلماں کے ساتھ ہو رہا ہے۔حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا:

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے   کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

آج کے شہداء مجاہدین اسلام کے درخشندہ ستارے ہیں۔جو افغانستان میں راہ حق کے لئے عرب وغیر عرب کی تفریق مٹا کر شہید ہوئے۔ان شہید ستاروں کے ڈوبنے پر ایک نئی سحر جلد پیدا ہوگی۔ہمیں اللہ تعالیٰ سے بھرپور امید و توقع بھی رکھنی ہوگی۔ہم نے جدوجہد کو جاری رکھنا ہوگا۔حوصلے نہیں ہارنے ہوں گے'ہماری دینی مدارس کی طالب علمی کا شرف حاصل کرنا تو آج بہت ہی اہم اور نازک بن چکا ہے۔پوری دنیائے کفر آپ کی دشمن بن چکی ہے ایسے کٹھن وقت میں دین کے لئے آپ نے خود کو وقف کیا اور یہاں دارالعلوم آئے اب تو لازمی ہے کہ پہلے سے زیادہ لمحہ لمحہ پڑھائی کو قیمتی بنایا جائے۔کھیل کود'سیر وسیاحت اور آوارگی میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔اب آپ ایک عظیم معرکۃ المعارک میں داخل ہو کر میدان کارزار میں عملاً اتر چکے ہیں۔آپ کو خوب معلوم ہونا چاہیے کہ کافر اب آپ کو قطعاً برداشت نہیں

کر سکتا۔ خود کو علمی اسلحہ سے لیس کر لیں۔ علمِ دین سے مسلح ہو کر آگے آپ نے دنیا میں نظریاتی جنگ لڑنا ہو گی۔ یہ ایٹمی قوت وغیرہ کی صرف ایک لہر ہے۔ اب پھر دنیا متوجہ ہو رہی ہے کہ اسلام میں اتنی قوت کیوں ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بک شاپس پر اسلامی کتابیں ختم ہو رہی ہیں۔ شائقین اور ناقدین اسلام کا لٹریچر پڑھنا چاہتے ہیں جو وہاں ناپید ہے۔ ہم مسلمانوں نے آج کے دور میں کماحقہ اس میدان کا بھی حق ادا نہیں کیا ہے۔ اس کی مانگ اس لئے ہے کہ وہ اسلامی ذخیرہ پڑھ کر طالب علم کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں' علماً اور اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں کہ یہ اتنی سخت جاں چیزیں کیوں ہیں؟ انہوں نے اپنے سخت اصولوں پر کیونکر اسٹینڈ اٹھا رکھا ہے؟ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ مجاہدین کیسے آخرت اور شہادت کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ فلسطین میں فدائی نوجوان اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر کیوں مر جاتے ہیں۔ وہ اس جذبہ شہادت اور عقیدے کی قوت کو نہیں سمجھ پا رہے' وہ تجسس کر کر کے متلاشی بن گئے ہیں' دو تہذیبوں کی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اس تہذیب کو یہ لوگ قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں ان کو آپ نے سمجھانا ہے کہ حجاب کیوں ضروری ہے'؟ حیا کیوں ضروری ہے؟ بے حیائی کیوں بری ہے؟ اشیاء کیوں حلال و حرام ہیں؟ یہ جائز و ناجائز کیا ہے؟ آپ نے علمی دلائل کے ساتھ ان کو قائل کروانا ہے۔ اسلام کی حقانیت صداقت ابدی کے ثبوت ان کو آپ نے دینے ہوں گے۔ یہ علم کی جنگ ہے' دنیا علم کی طاقت سے آپ کے مذہب کی حقانیت کے بارے میں سوالات کرے گی۔ اب آپ کا پیغام ایک ایسی دنیا کو جانا ہے جہاں آگے بڑے بڑے امتحانات ہیں۔ یہ دنیا فلسفہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ہے۔ ایٹمی دور ہے۔ تسخیر کائنات میں وہ چاند مسخر کر گئے۔ اس دور میں اسلام کی صحیح تعبیر تشریح تحریر و تقریر اور قلم کی ضرورت ہو گی۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ یعنی زمانے کے نئے حالات و انداز اپنے سامنے رکھنے ہوں گے۔ سب علوم کو آپ نے اپنے اندر جذب کرنا ہو گا۔ قرآن و سنت فقہ کے دلائل اصول' حکم' اسرار سمجھنے ہوں گے ان اساتذہ کرام کو اللہ تعالیٰ تندرست و توانا رکھے اور انہیں توفیق دے کہ آپ کو صحیح علوم سے روشناس کرا سکیں۔ ان کے علوم کو آپ نے اپنے اندر جذب کرنے کا مادہ پیدا کرنا ہو گا۔ احادیث میں آپ پڑھیں گے کہ تین اقسام کے طلباً ہیں۔ اب آپ نے فیصلہ کرنا ہو گا کہ آپ نے کون سی قسم کا طالب علم بننا ہے۔ اس کی مثال حضور اقدسؐ نے دی ہے کہ ایک ایسی زمین ہے جو مزے دار نرم' گوڈی کی گئی ہے جس میں بارش کے وقت سارا پانی جذب ہو جاتا ہے۔ پانی کے جذب ہونے کے بعد وہ زمین گل و گلزار ہو گئی' زرخیز ہو گئی' رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں سبزیاں' میوے اور درخت نکل آئے۔ دراصل پانی میں حیات موجود تھا جس نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اور بعض طالب علموں کے علم کی مثال دوسری قسم پر دی گئی ہے کہ ایک سخت اور سنگلاخ گہرے کھڈوں والی زمیں ہے۔ سختی کی وجہ سے اس میں پانی کی جاذبیت کا مادہ تو موجود نہیں۔ لیکن اس نے بارش کا ایک ایک قطرہ اپنے اندر جمع کر کے محفوظ رکھا اور وہ کسی ڈیم اور تالاب کی شکل میں دیگر کھیتوں اور باغات کو اپنے نالوں اور نہروں کے ذریعے فیضیاب کرتی رہی۔ ہمارے حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ زمین

کی یہ مثال بھی بہت اچھی ہے کیونکہ کھائی والی زمین میں بلند پہاڑ کے مقابلے میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے۔ اسی عاجزی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں (ذخیرہ علم) جمع کر دیا کہ خود تو جذب نہ کرنے کی وجہ سے زیادہ اس علم پر عمل پیرا نہ ہو سکا لیکن دوسری کائنات اس سے مستفید ہوئی۔ اسی طرح طالب علم اور عالم کو بجو وانک اپنانا ہوگا۔ تیسری قسم کی زمین وہ ہے جو سخت پہاڑ کی مانند ہے جس پر رات دن ہر موسم میں بارش ہوتی رہی لیکن وہ ہرا بھرا نہ ہو سکا۔ اور نہ اپنے اندر علم کی نعمت (پانی) جمع کر سکا۔ بلکہ آخر تک خشک کا خشک رہا۔ جتنا پانی گرے اس پر پھسل کر بہہ گیا۔

عزیز طلباً! ہمیں چاہیے کہ پہلی دونوں طالب علموں کی قسمیں بن جائیں کہ دین پر عمل بھی ہو اور دنیا میں بھی کام کر کے پھیلا سکیں۔ آپ نے جنرل علوم بھی پڑھنے ہوں گے۔ آج دنیا ہماری مخالفت میں لگی ہے کہ یہ جدید علوم کو نہیں سمجھتے حالانکہ ہمارا مقصد بنیادی طور پر علم دین ہے۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے مدارس کی دشمنی میں اب بھی غلط تعبیروں کے ذریعے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ حکومتِ پاکستان کی سطح پر اور غیروں کے اشاروں پر ایک خطرناک منصوبہ مدارس کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ امریکہ کے نزدیک افغانستان میں طالبان کے بعد دوسرے نمبر پر دوسرا بڑا ہدف مدرسہ ہے، ممبر و محراب ہے وہ مدارس کے صف اول میں اسی جامعہ حقانیہ کو نمبرون دشمن کہہ کر پکار رہے ہیں۔ ہم بہت بڑی آزمائش میں ہیں۔ ہماری فوری ترجیح یہ ہے کہ کچھ حکمت عملیوں کو اختیار کر کے ان مدارس کا نظام کسی طور پر بچا سکیں۔ دشمن کی توجہ اس سے ہٹانا وقت کی ضرورت ہے۔ یہ مدارس کا سلسلہ آخری سہارا ہے۔ اس دین کی حفاظت کیلئے ہمارا اللہ پر ایمان ہے۔ وہ اس کی حفاظت کرے گا۔

امریکی یہ سمجھ رہے ہیں کہ جبتک ان ممالک میں یہ مدارس نظام چلا رہے ہیں تو اسلام غالب رہے گا۔ مجاہد بھی پیدا ہوں گے طالب علم بھی تیار ہوں گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس نظام کو اگر ہم نے ختم کر لیا تو یہ اسلامی ممالک اسپین اور اندلس بن جائیں گے۔ جہاں پر آٹھ سو برس مسلمانوں کی شان و شوکت کی حکمرانی تھی۔ وہ وہاں نظام ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے پھر سمرقند و بخاری اور تاشقند سنٹرل ایشیاء سے سوویت یونین نے اس نظام کو باہر نکالا۔ وہاں علم ختم ہو گیا' امام بخاری' امام ترمذی' نسائی' مرغینانی' ابن ماجہ' صحاح ستہ والے تقریباً جتنے بھی ہیں وہ اس خطے کی پیداوار تھے۔ یہ علوم وہاں کی برکت ہیں۔ آخر علم و علماً دونوں کو وہاں سے ختم کر دیا گیا۔ اب آپ وہاں دیکھیں کہ وہاں اسلام کا نام بھی ٹھیک طرح سے مسلمانوں کو نہیں معلوم۔ امریکہ سمجھ رہا ہے کہ ہم نے پاکستان کو بھی ترکی بنوانا ہے' الجزائر بنوانا ہے' وہ ہمارے اس نظام میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں مگر یہ بالکل ہرگز ختم نہیں ہونا چاہیے۔ وہ نصاب بدلنا چاہتے ہیں' قبضے جمانا چاہتے ہیں' طلبہ کو اپنے کنٹرول میں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سب نے مل کر اس نظام کو نہیں بدلنے دینا۔ اللہ کے سامنے ساری ساری رات عبادات میں عاجزی سے رو رو کر یہ دعائیں مانگیں کہ ان اسلام کے قلعوں اور بیش بہا قیمتی خزانوں اور اپنے نظام کا حامی و ناصر یا اللہ تو ہی بن۔ یہاں دنیا سے آپ کو دیکھنے کے لئے قسم قسم کے افراد آئیں گے کوئی صحافی ہوگا' تو کوئی جاسوس' وہ آپ سے مذہب اور سیاست پر سوالات کریں گے۔ آپ نے کسی قسم کی گفتگو بحث مباحثہ ان

سے نہیں کرنی جب ہم بہت ضروری سمجھتے ہیں تو بزرگ اساتذہ کرام اور ہم خود ان کو جوابات دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مدارس کو کافی چیلنجز، نقصانات وخطرات اس وقت درپیش ہیں۔ مدرسوں پر حملے ہورہے ہیں۔ ہمارے قابل فخر فاضل مولانا جلال الدین حقانی کے مدرسے کو پاکستانی حدود میں نشانہ بنا دیا گیا۔ ان علماً کے گھر اور خانقاہیں مسمار کی جارہی ہیں۔ مدارس کفار کے کہنے پر بند کرائے جارہے ہیں۔ ایسے میں اپنے حکمرانوں سے خیر و بھلائی کی توقع کہاں ہوسکتی ہے۔ آپ یہ بھی ذہن میں رکھیئے کہ بغیر تکالیف کے علم حاصل نہیں ہوتا۔ آپ کو تیار رہنا چاہیے۔ ہمارے اکابر طالب علمی میں فاقے کیا کرتے۔ ماشاء اللہ آپ لوگوں کے لئے تو خوبصورت کمروں کے ہاسٹل، کتابیں اور عمدہ کھانا مفت میسر ہوتا ہے۔ یہاں بھوک و پیاس نہیں۔ میرے اور حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب اور دیگر اساتذہ کرام جو موجود ہیں کے طالب علمی کے شروع کے زمانہ کی حالت یہ تھی کہ گاؤں کے وسط میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایک چھوٹی سی مسجد میں حضرتؒ کی برکات کا سلسلہ چل نکلا۔ درس شروع ہوا، وہاں سخت تکالیف تھیں، محلوں کی نالیوں کی بدبو، مسجد کی کچی سخت زمین پر اٹھنا بیٹھنا، پڑھنے کے لئے تیز چبھنے والی پتوں کی نوکدار چٹائیوں پر بیٹھنا۔ پیٹ بھر روٹی وہاں پر طلباً کو میسر نہ تھی۔ سخت گرمی میں بجلی کی سہولت موجود نہ تھی آپ کے رشتہ دار بزرگ آباؤ واجداد (سابق طلباً وفضلاً) کو اکوڑہ کی مساجد میں پھیلا دیا جایا کرتا تھا اور طلباً کے لئے روٹی اکٹھی کی جاتی۔ خود حضرت والد صاحبؒ اور اکابرین کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ایک ایک روٹی ٹھنڈے باسی ٹکڑے سے وہ دیارِ غیر میں گزارا کیا کرتے تھے۔ یہ علم کے حصول کا طریقہ تھا۔ حضرت مولانا صاحبؒ ہر سال افتتاح اور اختتام کی تقریبات کے موقع پر اپنے ایک بزرگ طالب علم ساتھی کے لئے دعائیں مانگا کرتے تھے کہ میرے علم اور اس دار العلوم کے ثواب میں اس طالب علم کا برابر کا حصہ ہے کیونکہ انہوں نے مجھے ہندوستان میرٹھ میں چھ ماہ تک آدھی روٹی پر مدرسہ میں پڑھنے کا موقع فراہم کیا۔ انہوں نے علم کے حصول کی قربانی کی خاطر خود اپنی ایک روٹی میرے ساتھ ہمیشہ بانٹی۔ اسی طرح دار العلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ دہلی میں پڑھائی کے دوران ہمارے پاس کھانے کے لئے اخراجات نہیں ہوتے تھے۔ ہم رات کو دہلی کے بازاروں میں سبزیوں کی بند دکانوں کے آگے سے پھینکی گئی باسی اشیاء میں سے ساگ وغیرہ کے پتے اکھٹا کر کے ابال کر گزارا کیا کرتے تھے۔ یہ حضرت گنگوہیؒ جو اس وقت دنیا میں فقیہ امت ابوحنیفہ وقت کے نام سے پہچانے جاتے ہیں یہ ان ریاضتوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ خود حضرت امام بخاریؒ نے بھوک اور افلاس میں علم حاصل کیا۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ العلم عز لاذل فیہ علم بہت بڑی عزت ہے۔ اس میں ذلت ہے ہی نہیں۔ و الذین اوتو العلم درجات لیکن حصول علم بہت بڑی ذلتوں ومشقتوں سے ہوتا ہے۔

آپ حضرات تو الحمدللہ وظائف (روٹیاں اکٹھی کرنا) کے واسطے گلی گلی نہیں پھرتے۔ یہ سب صالحین طلباً پچھلے زمانوں میں کیا کرتے تھے۔ الحمدللہ ہمیں بھی اللہ نے یہ سعادت بخشی۔ بچپن میں محلے کی مسجد میں جب کوئی چھوٹا

طالب علم موجود نہ ہوتا تو حضرت والد صاحبؒ مجھے حکم دیا کرتے کہ جاؤ بیٹا اگر ثواب کمانا ہے تو ان بھوکے طالب علموں کے لئے محلّہ کے گھروں سے کھانا اکٹھا کر کے لے آؤ۔ لڑکپن کی وجہ سے مجھے جھجک اور شرم محسوس ہوتی میں چھپنے کی کوشش کرتا لیکن بالآخر حضرتؒ کے حکم کا پاس رکھ کر ہاتھ میں ٹوکری اٹھائے محلّے کی جانب چل پڑتا۔ اہل محلّہ کی واقف بزرگ خواتین اور لڑکیاں اور لڑکے مجھے دیکھ کر از راہ مذاق آواز دیتے (کہ اب تم بھی چھوٹے طالب بن گئے ہو۔) مجھے تو چھوڑیئے خود حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے گھر پر پکائی گئی روٹیوں کا بڑا ٹوکرا سر پر اٹھا کر مسجد لے جاتے تاکہ بھوکے پیاسے اور غریب الوطن طالب علم شاگردوں کے پیٹ بھر سکیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی والدہ ماجدہؒ اور میری والدہ ماجدہؒ پچاس طلباً کا آٹا خود گوندھ کر نو دس مرتبہ تنور لگا کر روٹیاں پکاتیں۔ آخر میں حضرت دادی صاحبہ کی تو بینائی بھی چلی گئی تھی۔

آج تو سوئی گیس کی سہولت کا زمانہ ہے ابتدائی مشقتوں کے دور میں ہمارے اس قدیم مدرسہ کے ساتھ ملحق ہمارا کچا گھر ہوا کرتا تھا۔ بیری کے درختوں کی کانٹے دار جھاڑیوں کے گٹھے تنور میں آگ جلانے کی خاطر ہمارے گھر کے صحن میں پڑے رہتے۔ جس کی وجہ سے گھر کا صحن کانٹوں سے بھرا پڑا رہتا۔ میں اور میرے بھائی محمود الحق، انوار الحق چھوٹے بچے ہوتے تھے ہر وقت ہمارے قدموں میں کانٹے چبھ جایا کرتے۔ تو ایک دن حضرت والدہ صاحبہؒ نے ہماری تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے ماموں الحاج سیف الرحمان سے درخواست کی کہ وہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے علیحدگی میں بات کریں کہ ہمارے گھر کے متصل ہمارے دوسرے مکان میں جس میں دودھ کے لئے بھینسیں رکھی گئی تھیں وہاں پر روٹی پکانے اور تندور رکھنے کا انتظام کیا جائے تاکہ یہ بچے گھر میں کانٹوں کی ایذا رسانی سے چھوٹ جائیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے بہنوئی سے فرمایا کہ اپنی بہن کو سمجھا دیں کہ اللہ تعالیٰ بچوں کو ان تکالیف کا اجر دے گا الگ نانبائی دوسرے گھر میں رکھنے اور مختلف اخراجات سے مدرسہ کے اخراجات میں ستر اسی روپے کا اضافہ ہوگا اور خوامخواہ مدرسہ پر بوجھ بنے گا۔ ایسی تکالیف کی منازل طے کر کے دار العلوم اس عظیم مقام تک پہنچا ہے۔ یہ حضرت مولانا شیر علی شاہ اور دیگر اساتذہ کرام موجود ہیں یہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ علاقہ چھچھ میں ہم نے ایک ایک آنہ جوڑ کے دو روپے چندہ حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اور بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ آج ہم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ فرماتے ہیں ہم پیدل دیہاتوں میں چندوں کی خاطر گھومتے، دور دراز کے علاقوں میں بعض اوقات ان اکابرین اساتذہ کو کھانے کو بھی کچھ میسر نہ ہوتا۔ دار العلوم کو ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر نہیں پہنچایا۔ اس کی بنیادوں میں طلبہ کی محنتیں بہت زیادہ اخلاص اور قربانیاں موجود ہیں۔ لمسجد اسس علی التقویٰ انہوں نے اپنے آپ کو تھکا دٹوں اور ہلاکتوں میں ڈھال کر یہ ادارہ بنایا۔

اب طالب علموں کے پاس نہ ادب رہا نہ اچھے برے کی تمیز نعوذ باللہ بعض طلباً ان اداروں کے مٹانے کے پیچھے بھی پڑے رہتے ہیں۔ سیاست بازیوں کے ذریعے شر وفساد کے فتنے بھی اٹھاتے ہیں۔ یہ مدرسہ وطلباً کی قربانیوں

کا نتیجہ ہے جنہیں سخت سردی میں بستر میسر نہ ہوتے' پڑھائی کے واسطے مساجد میں بھوکے پیاسے ڈیرے ڈالے رکھتے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ حقیقت میں یہ دارالعلوم طلباً نے قائم کیا۔ حضرت مولانا صاحبؒ تو دیوبند سے پہلے فاضل اور پھر استاذ کی حیثیت سے اکوڑہ تشریف لائے اور فرمایا کہ چھٹیاں ختم ہونے پر ہندوستان دیوبند واپس جاؤں گا۔ اس دوران چند طلباً مسجد میں پڑھنے آ گئے اور زبردستی مسجد کے ستون پر (مدرسہ حقانی) لکھ دیا۔ حقانیہ بھی کامل تحریر نہ کیا حضرت والد صاحب نے طلبہ کو منع کیا بجو جو ہمارے لوگ مدرسوں کو نہیں سمجھتے خوامخواہ ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ ہمارے علاقوں میں اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ طلباً اساتذہ کے لئے کھیتی باڑی کی خدمات سرانجام دیتے۔ آخر میں ان سے تھوڑا بہت پڑھ لیا کرتے تھے۔ اب تو عزیز طلباً آپ کے سامنے اس دارالحدیث ہال کے اسٹیج پر علم کے بحر اور علامہ اساتذہ مفت آپ کی تعلیم و تربیت اور خدمت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر کار مولانا صاحبؒ کو طلباً کے سامنے مجبور ہونا پڑا اور اسی مسجد قدیم میں اسباق کا یہ سلسلہ چل پڑا۔ ان ابتدائی طلباً نے اپنی جوانیاں مدرسے کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھیں آخر دم تک ان اسلاف اور مخلصین کے طریقہ پر اگر آپ بھی چلے تو انشاء اللہ آپ سے بھی دنیا و آخرت کا کام لیا جائے گا۔ دارالعلوم حقانیہ میں خالص اخلاص کی بنیادیں ہیں۔ ہر سال شیخ الحدیثؒ کی دعائیں ہوتیں کہ اے اللہ حقانیہ کے فضلاء کو ہر میدان میں تا قیامت نمایاں اور ظاہر فرما۔ (امین) جو مسلسل ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔

اس وقت تمام عالم میں جو کفر کے ساتھ اسلام کی جنگ ہو رہی ہے اس میں اس ادارے کا نمایاں حصہ شامل ہے۔ روس کے خلاف حقانیہ کا بنیادی کردار اب امریکہ کے خلاف بھی بنیادی کردار اور افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام یہ سب دارالعلوم کی روحانی اولاد نے کیا اللہ اسے کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے اسلام کی نشاۃ ثانیہ پھر ہو گی۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی تباہی کے انجام کی طرف یکجا کر کے میدان میں لا رہا ہے۔ امریکہ کی مثال موجودہ وقت میں اس دیوانے کتے کی سی ہے جو ہر ایک کو کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے۔ وہ کھل کر سامنے آ گیا ہے اس کے چہرے سے منافقت کا لبادہ اتر چکا ہے۔ وہ ماضی میں کہتا تھا کہ روس اسلام کا دشمن ہے اور امریکہ نہیں۔ اس نے بہت سے مسلمانوں کو مغالطے میں مبتلا کئے رکھا کہ میں مسلمانوں کا دشمن نہیں ہوں۔ وہ آج دیوانہ وار صرف افغانستان پر ہی حملہ آور نہیں ہوا بلکہ بے وجہ فلسطین' کشمیر' عراق' سوڈان' صومالیہ' یمن' لیبیا کو بھی ڈانٹ رہا ہے کہ تیار ہو جاؤ میں فارغ ہو کر آپ کو مٹانے' نیست و نابود کرنے پہنچ رہا ہوں۔ اگر فلپائن میں بھی کوئی اسلام کا نام لے تو اسے بھی ڈراتا ہے۔ وہ ایسا درندہ ہے کہ لاکھوں بچوں کا خون پی کر بھی اس کی پیاس نہیں بجھی۔

امسال دارالعلوم مشکلات میں ہے' جنگ کی وجہ سے دارالعلوم اور دیگر سب مدارس مشکلات میں ہیں کیونکہ معاونین نے کافی رقوم اور اشیاء چندے کے طور پر طالبان تحریک میں عطیہ کر دیئے تھے۔ یہاں غربت کا کام ہے ادارہ میں کبھی کچھ کمی بیشی ہو جائے تو آپ صبر اور حوصلہ کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اس وقت بڑے بڑے شہروں میں بڑے چھوٹے مدارس کے پاس تنخواہوں کی بھی رقم موجود نہیں۔ ملک کے اقتصادی حالات آپ کے سامنے ہیں۔

بھارت کی جنگ کے آثار پاکستان پر نمایاں نظر آرہے ہیں۔ہمیں بھی امام بخاریؒ کی طرح تکالیف کے لئے ذہن تیار رکھنا ہوگا۔حضرت امام مالکؒ کو ان کے والد صاحبؒ نے ایک چھوٹا گھر ترکے میں چھوڑا تھا۔حضرت امامؒ نے علم کی خاطر کمرے کی چھت کی ایک ایک کڑی کو اتار کر بازار میں فروخت کردی۔تاکہ اس رقم پر سلسلہ تعلیم جاری رکھ سکیں۔لکڑی کی ایک کڑی پندرہ بیس میں بک جاتی اس سے کچھ عرصہ نکال لیتے تو پھر دوسری۔اسی طرح امام مالکؒ کا سلسلہ تعلیم مکمل ہوا ویسے ہی حضرت امامؒ امام دارالہجرت نہیں بنے۔بدلے میں اللہ نے انہیں مدینہ طیبہ کا امام بنادیا۔امام بخاری صاحبؒ نے کبھی درس قضا نہ کیا ایک مرتبہ کسی مجبوری کے تحت وہ سبق میں حاضر نہ ہوسکے۔تو طلباً ان کے پیچھے چلے آئے انہوں نے کمرے کے دروازہ پر دستک دی۔امام صاحبؒ نے کوئی جواب نہ دیا بالآخر طلباً نے دستک کے ساتھ اصرار کیا کہ ہم دروازہ توڑ دیں گے۔بدقسمتی سے وہ ساتھی طلباً حضرت امامؒ کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہوگئے۔حضرت امام مالکؒ نے آخر اندر سے آواز دی کہ خدارا مجھے شرمندہ نہ کریں۔میں مجبوراً کمرے کا دروازہ بند کئے بیٹھا ہوں اور اس لئے سبق پڑھنے نہیں آسکا کہ میرے استعمال میں ایک ہی جوڑا تھا جو انتہائی بوسیدہ اور میلا ہو چکا تھا۔میں نے آج اس کو دھویا ہے اور اس کے سوکھنے کے انتظار میں بغیر لباس کے بیٹھا ہوا ہوں۔ تب طلباً سخت شرمندہ ہوئے یہ ان مشقتوں کی برکات تھیں کہ حضرت کو وقت نے امام بخاریؒ بنادیا۔

عزیز طلباً! کبھی کوئی تکلیف آئے تو اسے خوش قسمتی سمجھئے تکلیف کا بالکل نہ آنا بدقسمتی اور امتحان میں پڑ جانا ہے۔شدائد و تکالیف کی ناگوار حالات میں برداشت کا مادہ پیدا کرنا ہوگا۔

اساتذہ کا ہر حالت میں ادب ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔آج غلط سیاست بازیوں کی وجہ سے طلبہ نے نئے دور میں اساتذہ کا ادب بھی اکثر مقامات پر چھوڑ رکھا ہے۔سیاسی رائے میں اختلاف ہونا یہ کوئی نئی بات نہیں لیکن آدمی اساتذہ کرام کا ادب کبھی نہ چھوڑے۔استاد ہر حالت میں استاد ہے۔ظاہر بات ہے کہ اس دارالعلوم کی ملکی اور عالمی سیاست میں اپنی ایک رائے اور موقف ہے اگر کسی طالب علم کو اس کے ساتھ اختلاف رائے ہو تو وہ اپنی تعلیم کے ساتھ کام رکھے۔اگر بصورت دیگر وہ دل میں یا زبان سے دارالعلوم کے لئے تھوڑے سے نقصان یا اکابر کی بے ادبی اور گستاخی کا سوچے گا تو علم کی نعمت و اجر سے محروم ہو جائے گا جو کہ اس کے لئے بہت بڑی بدقسمتی ہوگی معلم کو ذرا بھی نقصان کا احتمال نہ ہوگا۔حضرت علیؓ کا قول ہے کہ من علمنی حرفاً فھو مولائی۔کہ اگر ایک حرف بھی کسی سے سیکھا تو وہ مالک ہے چاہے وہ شاگرد کو فروخت کردے یا آزاد۔ہمارا یہ سارا نظام اللہ نے ادب کے ساتھ وابستہ رکھا ہے۔اس تعلیم و تربیت کی روح ہی ادب ہے۔اگر مدرسے کے راستے کا ادب کیا' کتاب کا' استاد کا' ایک صفحہ کا' تو بس علامہ بن جاؤ گے۔ایک جٹ و جاہل دیہاتی اعرابی نے ایک مرتبہ ایک گندی نالی سے ایک کاغذ کا پرزہ نکالا کہ اس پہ ضرور علم کا کچھ لکھا ہوگا۔اس نے دیکھا کہ اس کاغذ کے ٹکڑے پر اللہ کا اسم گرامی لکھا ہے وہ بہت زیادہ رویا کاغذ کو دھو کر خشک کر کے خوشبو لگا کے اپنے پاس رکھ لیا اور دکھ سے کہنے لگا کہ یا اللہ بڑا ظلم ہوا جو تیرے نام کی تعظیم نہ ہوسکی۔

وہ رات کو سو گیا۔ صبح اٹھا تو وہ فصیح عربی بول رہا تھا' ادب کی برکت سے اللہ نے اسے علامہ بنا دیا تھا۔ اس نے خود یہ کہا کہ امسیت کردیا و اصبحت عربیا کہ شام کو میں کردی گنوار تھا صبح اٹھا تو عربی بولنے والا بن چکا تھا۔ دیکھیں یہ علم ادب سے آتا ہے۔ بہت سے لوگ بے ادبی کے بارے میں غور نہیں کرتے۔ درس کے شروع میں جو سلسلے ہم نے پڑھے میں نے قصداً اسے خود سے اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے اسم گرامی سے شروع اس لئے کیا کہ آپ کا سلسلہ سندات اوپر اکابر سے بحال ہو جائے۔ یہ ایک لائن ہے جیسے پاور ہاؤس ہوتا ہے۔ جب بھی آپ وہاں سے بجلی کہیں پہونچانا چاہیں تو اس کے واسطے کھمبوں' بجلی کی تاروں' اور ٹرانسفارمز کی ضرورت پڑے گی۔ یہ سب مشائخ اوپر کے سلسلوں میں ہمارے کھمبے ہیں ان کے ساتھ اگر آپ وابستہ ہوں گے تو علم کی روشنی آپ تک پہنچے گی اور خود بھی دوسروں تک اسے منتقل کرسکیں گے۔ اس سلسلہ سند کا ادب اور احترام اگر قائم نہ رکھیں گے اور ایک کھمبا بھی بیچ میں سے گر گیا تو اندھیروں میں ڈوب جانا یقینی بن جائے گا۔ خدانخواستہ کنکشن کٹ گیا تو روشنی نہیں پہنچے گی۔

اسباق میں حاضری لازمی ہے غیر حاضری کی صورت میں نتائج پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ آپ ہرگز نہ سمجھئے کہ ہم آپ کو ان امور پر سزا دلواتے ہیں۔ آپ کے ہاں آنے کا اولین و آخرین مقصد حصول علم ہوتا ہے۔ اس نازک وقت میں خود آپ کے والدین اور بھائی محنتیں کرتے ہیں' خرچ اٹھاتے ہیں اور آپ کو علم کے حصول کے لئے وقف کر کے بھیج دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ آپ اپنے کو فارغ البال سمجھتے ہوئے کمروں میں دور دراز سے ان کی بھیجی ہوئی کثیر رقوم پر صرف دعوتیں اڑائیں اور خوش گپیوں میں وقت ضائع کریں۔ درس میں شامل نہ ہونا اس مرتبہ یقیناً قابل اخراج ہوگا۔ صفائی کا خاص خیال آپ نے رکھنا ہے۔ گندگی کو اپنے کمروں' درسگاہوں اور برآمدوں سے اٹھا کر ایک طرف رکھنا شائستگی ہے۔ علم دین کی درس گاہ مثالی ہونی چاہیے اگر آپ سوچیں تو ہمارے کورس کا اکثر حصہ کا تعلق پاکی' صفائی سے ہے۔ درجہ اولیٰ سے دورہ حدیث کے صحاح ستہ تک کتاب الطہارۃ کے مباحث میں آپ رات دن پڑھتے چلے آئے ہیں کہ الطهارت شطر الایمان۔ سات سالہ تعلیم میں ہر سال کا نصف حصہ طہارت کے مباحث سے متعلق ہوتا ہے۔ لوگ آپ کو باہر سے آکر تجسس بھری نظروں سے دیکھیں گے کہ یہ طالب علم کیسی مخلوق ہیں۔ دنیا میں اس کے نام کا آج واویلا کیوں اٹھا ہے؟ یہ کیسے انقلاب لاتے ہیں؟ انکا طرز زندگی' رہن سہن کیسا ہے؟ اس کی کردار سازی کیسی ہوتی ہے؟ اگر آپ اجلے اور ہشاش بشاش نظر نہ آئے تو ان پر ایک غلط اثر مرتب ہوگا۔ جس علم پر ہم خود عمل پیرا نہ ہوں تو اس علم کا کیا فائدہ احادیث میں ہے کہ جہاں گندگی غلاظت میل کچیل ہوگا وہاں شیاطین اور جنات موجود ہوں گے اور ذہنوں میں غلط خیالات جنم لیں گے۔ صاف ستھرے اور باوضو رہنے سے چہروں پر نمایاں نور قائم رہتا ہے۔ انسان کی اپنی طبیعت میں بھی فرحت اور تازگی محسوس ہوتی ہے۔ ان مقامات پر ہر وقت ملائکہ مقرر ہوتے ہیں۔ دارالعلوم نے تو صفائی ستھرائی کی انتہائی سہولتیں آپکو فراہم کروادی ہیں۔ اسلام نے صفائی پر بہت زیادہ زور دیا

ہے۔ان مقامات کی صفائی اور پاکیزگی اور حفاظت کی ذمہ داری آپ پر فرض ہوگی۔اسی طرح بجلی' ہیٹر' اور استریاں اور روشنیاں کم استعمال کریں۔اور اسی طرح گرمی میں بھی پنکھوں کے زیادہ استعمال سے ہر ماہ دارالعلوم کا ماہانہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ بل آتا ہے۔گیس کے کنکشنوں اور مطبخ کے چولہوں کے استعمال سے بھی ہر ماہ گیس کا یہی تخمینہ ہے۔ان اشیاء کو آپ نے اپنا سمجھ کر کنٹرول سے استعمال کرنا ہوگا۔ورنہ اسراف اور حرام کی صورت ہوگی دارالعلوم کا نقصان یہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ یہ پوری قوم اور امیت اور سب طلباً کا مشترکہ سرمایہ ہے۔امانت میں خیانت نہیں ہونی چاہیے۔اگر آپ دارالعلوم میں استری شدہ لباسوں کے چکر میں پڑ گئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ علم میں محو نہیں ہوئے۔امام بخاری و مالک کے لباسوں میں پیوند لگے رہتے تھے۔دھن لگی ہو تو اشعث و اغبر ہونا پڑتا ہے جو علم میں ڈوب جاتا ہے تو اسے دنیا و مافیہا کی کیا پرواہ۔آپ نے دارالعلوم کی حراست اور حفاظت اہل فتن سے بچنے کے لئے طلبہ کے دستوں کی صورت میں پہرہ داری کا نظام قائم کر کے اپنی مدد آپ خود بھی کرنی ہوگی۔رات کو ایک خاص وقت سے جامعہ کے تمام ابواب' حفاظتی اور ڈسپلن کے نقطہ نظر سے بند رکھیں جائیں گے۔آج سے تجدید نیت کیجئے کہ میں نے صرف علماً' طلباً اور صالحین کی شکل و صورت ہی نہیں بنانی بلکہ سب سے لازمی اور پہلی بات اپنے اندر اخلاص اور رضائے الٰہی کو مقصود رکھنا ہے یہ اول اور آخر دونوں ہونے چاہئیں۔اور اللہ سے یہ بھی کہیئے کہ یا اللہ! میں نے یہ زندگی رضائے الٰہی کے لئے وقف کی ہے نہ کہ اس لئے کہ میرے والد اور دادا عالم تھے نہ اس لئے کہ میرے آباؤ اجداد قاضی القضاۃ اور صاحب منصب ہوا کرتے تھے۔لوگ مجھے علامہ اور شیخ الاسلام کہہ کر تعظیم کریں۔میرا مقصود حرام اور حلال میں فرق کرنا ہے۔ دوسری چیز اخلاص اور تیسری چیز ادب۔

عزیز طلباً! مطالعہ اور تکرار تعلیم کا اہم جز ہے۔آپ سب نے جامعہ مسجد اور ایوان شریعت کے ہال میں اجتماعی اساتذہ کی نگرانی میں اسے جاری رکھنا ہوگا۔ہمارا آپ سے ہر وقت رابطہ رہے گا۔ہمارے حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ ضابطہ سے زیادہ رابطہ کی ضرورت ہے۔الحمدللہ ہمارا نظام یہاں زیادہ تر ضابطہ کی بجائے رابطہ پر چل رہا ہے۔ہماری آپ کے ساتھ استاد اور شاگرد کے علاوہ قلبی اور روحانی اعتماد کا رشتہ بھی ہے۔جس کی مثال یہ ہے کہ ہمارے ادارے میں زیادہ سخت گیری نہیں ہے جو کام پیار و محبت اخوت اور اتفاق و اتحاد سے ہو سکتا ہے وہ کسی دوسری چیز سے نہیں۔ہم آپ کو مسلسل اچھا برا سمجھانے کی حتی المقدور کوشش کرتے رہیں گے۔تاکہ آپ کا مستقبل بہتر سے بہتر بنیادوں پر تعمیر ہو سکے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو عالم باعمل بنائے۔(امین) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔